إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ [1] فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [2] إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ [3]

بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔ پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یقینا تیرا دشمن ہی لا ولد ہے۔

سورہ کوثر

کے فوائد

تالیف:

د/ صالح بن عبد العزیز بن عثمان سندی

استاذ عقیدہ/ جامعہ اسلامیہ مدینہ

مترجم:

د/ اجمل منظور المدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليماً كثيراً۔

حمد وثناء کے بعد:

اس مجلس کے اندر ان شاء اللہ ہم قرآن پاک کی ایک عظیم سورت پر گفتگو کریں گے جو سب سے کم حروف وکلمات پر مشتمل ہے، اور سورہ نصر اور سورہ عصر کے ساتھ سب سے کم آیات پر مشتمل ہے، یہ سورہ کوثر ہے، اسکے اندر حروف تو کم ہیں مگر فوائد بہت زیادہ ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس عظیم سورت کے اندر غور وفکر کرے، اور چشمہ صافی سے زیادہ سے زیادہ علم کا خزانہ حاصل کرے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

{إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ [1] فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [2] إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ} ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔ [1] پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ [2] یقینا تیرا دشمن ہی لا ولد ہے۔ {سورہ کوثر}

{إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ} ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔

اس سورت کے اندر اللہ تعالی اپنے نبی اکرم محمد مصطفی ﷺ کو اس عظیم نعمت کی یاد دلا رہا ہے جسے کوثر کہا ہے، اسے آپ اس اسلوبِ عظمت میں ملاحظہ کرسکتے ہیں: {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ}، جس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ عطیہ اور یہ نعمت بہت ہی عظیم شیء ہے، کیونکہ عطیہ دہندگان کی عظمت سے عطیہ کردہ شیء کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

{إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ} ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔

۞ الکوثر فوعل کے وزن پر ہے، یہ کثرت سے ماخوذ ہے، اور اہل عرب ہر اس چیز کو کوثر کہتے ہیں جو تعداد یا مقدار میں زیادہ ہو، اس طرح یہاں کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے۔

اور بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر سے نوازا گیا ہے جن میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے:

۞ یقیناً اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کشادہ کر دیا، آپ کے ذکر کو بلند کیا، چنانچہ جب بھی اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ساتھ میں اسکے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر ہوتا ہے۔

۞ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا اور ڈرنے والا بنا دیا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے: (میں تم میں اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا اور اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

۞ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیر عظیم بھی عطا کیا ہے کہ امت کے ہر بندے کے عمل کے بدلے آپ کو بھی اجر دیتا رہے گا خواہ وہ عمل بدنی ہو یا قلبی۔

۞ اللہ تعالی نے انبیاء میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ بنا دی ہے، قیامت کے دن حمد کا علم، مقام محمود اور شفاعت عظمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا کیا جائے گا اسی طرح دوسری سفارشوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ زیادہ ہوگا۔

۞ قیامت کے دن اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا فرمائے گا، یہ بہت بڑا حوض ہوگا، اسکی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک ماہ کی ہوگی، اور اس کے تمام زاوئیے برابر ہوں گے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سرد ہوگا، اسکے برتنوں کی تعداد ستاروں سے زیادہ ہوگی، جو اس سے ایک بار پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا، اور نہ ہی اسکا چہرہ کبھی سیاہ ہوگا۔

۞ اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کو پل صراط سے سب سے پہلے پار کرائے گا، اور جنت میں جنتی اسی وقت جائیں گے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے، چنانچہ سب سے پہلے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی داخل ہوں گے، اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ سب سے اونچا ہوگا۔

اس طرح اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی خیر کثیر سے نوازا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کوثر کے تعلق سے صراحت آئی ہے کہ اس سے وہ نہر عظیم مراد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں دیا جائے گا۔

۞ صحیحین میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) میں کوثر سے مراد جنت میں ایک نہر ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: "أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟" قَالَ: "هَذَا الْكَوْثَرُ".

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دیا ہے)۔

۞ اس کے بارے میں سنن ترمذی کے اندر مزید اضافے کے ساتھ وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ، وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ، تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ

الْمِسْكِ، وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الکوثر) جنت میں ایک نہر ہے، اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کے پانی کا گزر موتیوں اور یاقوت پر ہوتا ہے، اس کی مٹی مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے اور اس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے اور برف سے بھی زیادہ سفید ہے"۔

۞ اس حوض کے برتنوں کے بارے میں آیا ہے کہ انکی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی جیسا کہ صحیح بخاری کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: " سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ سورة الكوثر آية 1، قَالَتْ: " نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ ".

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (إنا أعطيناك الكوثر) یعنی "ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے" کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی گئی ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے ڈیرے ہیں۔ اس کے آبخورے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔

یہ کوثر خیر عظیم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے فیضان واکرام میں سے ہے۔

بعض لوگ کوثر اور حوض کے درمیان خلط ملط کردیتے ہیں جبکہ دونوں میں فرق ہے، کوثر اور حوض دونوں الگ الگ ہیں گرچہ دونوں میں ارتباط پایا جاتا ہے:

دراصل حوض قیامت کے دن میدان محشر میں ہوگا جبکہ کوثر جنت میں ہوگا۔

اور یہ کہ حوض میں جو پانی ہوگا وہ کوثر سے آرہا ہوگا، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ جنت کے اندر کوثر سے دو پرنالے نکلتے ہیں جو حوض میں گرتے ہیں۔

چنانچہ حدیثوں کی روشنی میں حوض کا پانی نہر کوثر سے ہوگا۔

یہاں مقصود یہ ہیکہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس عظیم نعمت کے ساتھ خاص کیا ہے، اور یہ بہت بڑی نعمت ہے جسے اللہ آپ کو جنت میں عطا فرمائے گا۔

۞۞۞

{فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ}

ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

ارشاد باری تعالی ہے:

{إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ [1] فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔ [1] پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

(فَصَلِّ) کے اندر غور کریں کہ کس طرح فاء تعقیب کا استعمال کیا گیا ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کی شکر گزاری میں سے اسکی اطاعت کرنا بھی ہے، کیونکہ جب اللہ تعالی نے آپ کو اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے تو اب آپ پر واجب ہے کہ اس پر اس کا شکریہ ادا کریں، اور یہ شکریہ اسکی اطاعت کر کے ہی پورا ہوگی جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: (اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ) ترجمہ: اے داؤد کے گھر والو! شکر ادا کرنے کے لیے عمل کرو۔ اور بہت تھوڑے میرے بندوں میں سے پورے شکر گزار ہیں۔

یہاں سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جسے بھی اللہ تعالی کسی خیر یا نعمت سے نوازے خواہ وہ نعمت دنیوی ہو کہ اخروی، اسے چاہیئے کہ وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے، اور سب سے بڑا شکریہ ہوگا کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے، اور زیادہ سے زیادہ تقرب الہی کیلئے اعمال انجام دے، چنانچہ اگر اللہ تعالی آپ کو حج کی نعمت سے سرفراز کرے تو اس وقت اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا آپ پر واجب ہو جائے گا، اور اسکا طریقہ یہ ہوگا کہ اس پر آپ اللہ کی زیادہ سے زیادہ اطاعت کریں، یہی اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔

اسی طرح جب اللہ تعالی آپ کو مال و دولت، آل اولاد اور صحت سے نوازے، نوکری مل جائے اور ایسی نعمتوں سے نوازے جنہیں آپ تنہا شمار نہ کرسکیں تو آپ پر خصوصی طور پر واجب ہو جاتا ہے کہ اللہ کی

زیادہ سے زیادہ اطاعت کریں۔

اللہ تعالی نے فرمایا: {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

اللہ تعالی نے یہاں پر معاملے کو ایسی دو عبادتوں سے متعلق بنادیا جو کہ عبادت کے میدان میں سب سے زیادہ افضل ہیں؛ چنانچہ نماز بدنی عبادات میں سب سے زیادہ افضل ہے، اور قربانی ذبیحہ مالی عبادات میں سب سے زیادہ افضل ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یہاں پر غور کریں کیسے اللہ تعالی نے ساری عبادات میں بنیاد اور جڑ کی طرف اشارہ کردیا ہے اور وہ بنیاد توحید ہے، یعنی صرف اپنے رب کیلئے نماز پڑھو دوسرے کیلئے نہیں، صرف اور صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرو، اسکے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کرو؛ کیونکہ عبادت صرف اللہ کا خالص حق ہے اسکے اندر دوسروں کو شریک کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی غیر اللہ کیلئے نماز پڑھے، غیر اللہ کو پکارے، غیر اللہ کیلئے ذبیحہ کرے، غیر اللہ کیلئے نذر مانے تو ایسی صورت میں اس نے اس امر کی مخالفت کی جو اس پر واجب ہے یعنی اس نے اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا نہیں کیا، بلکہ جس حکمت کے تحت اللہ نے اسے پیدا کیا تھا اسکے مخالف کام انجام دیا اور یہ اللہ رب العالمین کی ذات کے ساتھ انتہا درجے کی ہٹ دھرمی دکھانا اور دشمنی کرنا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو پیدا کیا ہے تا کہ آپ صرف اسی کی عبادت کریں، مگر مشرک آ کر اس کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرنے لگتا ہے، اور اس طرح وہ مطلق طور پر سب سے برے اعمال کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔

۞ روئے زمین پر سب سے عظیم اور بھیانک جرم اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

۞ عبادت میں شرک کرنا ایسا گناہ ہے کہ اگر کوئی اس میں واقع ہو جائے تو اسے اللہ معاف نہیں کرتا سوائے اس کے جو اللہ سے توبہ کر لے، اگر وہ بغیر توبہ کے مر گیا تو ایسی صورت میں وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے گا، ارشاد باری تعالی ہے: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا) ترجمہ: بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔

۞ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ایسا گناہ ہے جو تمام نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) ترجمہ: یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شریک بناتے تو یقیناً ان سے ضائع ہو جاتا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

۞ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ایسا گناہ ہے جو آدمی کو جنت سے محروم کر کے جہنم تک پہونچا دیتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ) ترجمہ: بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے، اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو، جو میرا رب اور تمھارا رب ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے سو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔

۞ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ} ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ۔

نماز دین کا ستون ہے، شہادتین کے بعد مطلق طور پر مامورات میں سب سے اہم اور عظیم ہے، اللہ عزوجل نے اسکے ساتھ ایسی خصوصیات رکھی ہیں جو مطلق طور پر کسی دوسری عبادت میں نہیں پائی جاتیں: اللہ تعالی نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا حکم زمین پر نہیں آسمان میں دیا ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جس کا حکم اللہ تعالی نے تمام انبیاء کو تمام شریعتوں میں دی ہے۔

اللہ تعالی نے اسکے لئے ایسے شرائط اور مقدمات رکھے ہیں جو دوسری کسی عبادت میں نہیں ہیں، جس سے اسکی عظمت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے؛ چنانچہ اسکے لئے طہارت، تمام احداث سے پاک ہونے، ستر پوشی کرنے، استقبال قبلہ اور انکے علاوہ کئی شروط لگائے گئے ہیں۔

۞ نماز ایسی عبادت ہے جس میں تمام اعضاء وجوارح سے اللہ تعالی کی عبادت پائی جاتی ہے، اس کے اندر دل بھی اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے، زبان بھی اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے، چہرہ بھی اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے، دونوں گھٹنے، دونوں پیر، دونوں ہاتھ بلکہ جسم کے تمام اعضاء وجوارح اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

اس عبادت کی جگہ اللہ تبارک وتعالی کی نگاہ میں سب سے محبوب جگہ ہوتی ہے اور وہ سجدہ گاہ یعنی مسجدیں ہیں۔

۞ نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز ترک کر دیا دین کے اندر اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، نماز کے سوا اگر کوئی بھی عبادت یا ساری عبادتیں ترک کر دے تو اس پر وہ احکام مرتب نہیں ہوں گے جو احکام نماز ترک کرنے سے مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ اہل علم کے اقوال کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ نماز کا ترک کرنا کفر اکبر ہے، چنانچہ نماز ترک کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے والعیاذ باللہ، جیسا کہ اس پر سلف کا اجماع منقول ہے۔

امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ترک نماز کفر ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسحاق بن راہویہ نے کہا: صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تک اس بات پر اجماع ہے کہ ترک نماز کفر ہے۔

جلیل القدر تابعی عبد اللہ بن شقیق نے فرمایا: صحابہ کرام ترک نماز کے سوا اعمال میں سے اور کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ بُرَيْدَةَ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ ".

ترجمہ: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو (فرق کرنے والا) عہد ہے، وہ نماز ہے، تو جو اسے چھوڑ دے گا، کافر ہو جائے گا"۔

عَنْ جابر يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ، وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، تَرْكَ الصَّلَاةِ ".

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے"۔

(جمہور کے نزدیک یہ حکم ایسے شخص کے لیے ہے جو نماز کے ترک کو حلال سمجھے، اور جو شخص محض سستی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے تو وہ کافر نہیں ہوتا، لیکن صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے بہت سے محققین کے نزدیک نماز کی فرضیت کے عدم انکار کے باوجود عملاً چھوڑ دینے والا بھی کافر ہے، دیکھیے اس موضوع پر عظیم کتاب "تعظیم قدر الصلاۃ" مؤلفہ امام محمد بن نصر مروزی، اور "تارک صلاۃ کا حکم" تصنیف شیخ ابن عثیمین۔ مترجم)۔

۞ پتہ چلا کہ نماز کی بڑی اہمیت ہے، اللہ کے بندو! یہ جان لو کہ اسلام اور ایمان کی بقا اسی میں منحصر ہے کہ آپ نماز کے پابند ہوں، اگر نماز پائی گئی تو اسلام پایا گیا اور اگر آدمی نماز کو ترک کر بیٹھا تو اسلام بھی اس سے رخصت ہو جائے گا والعیاذ باللہ۔

اللہ آپ کی حفاظت فرمائے، اگر آپ کتاب اللہ میں غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالی اقامت نماز کا حکم دیتا ہے، یہ معاملہ صرف اسی میں محدود نہیں ہے کہ آپ صرف نماز پڑھ لیں، بلکہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ آگے اور اہم ہے اور وہ یہ ہیکہ آپ نماز کو قائم کریں، یہ نماز پڑھنے سے بلند مقام ہے، کیونکہ اس میں اس شعار کو باقی اور جاری رکھنے کی بات کی گئی ہے۔

۞ انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اسے مشروع طریقے سے ادا کرے، آپ نماز کو قائم کریں، یعنی اسکے ارکان، شروط اور واجبات کی روشنی میں اسے ادا کریں، ساتھ ہی مستحبات کا بھی خیال رکھیں، اسے مسجدوں میں مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں ادا کریں، کیونکہ بغیر عذر سے جماعت ترک کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلٌ أَعْمَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى، دَعَاهُ، فَقَالَ: " هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ ".

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی کھینچ کر مسجد تک لانے والا نہیں اور اس نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو گھر میں نماز پڑھ لیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دیدی۔ پھر جب لوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اذان سنتے ہو؟" اس نے عرض کی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: "تم مسجد آیا کرو۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اذان سنی لیکن مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو"۔

یعنی اگر آپ کے پاس کوئی عذر ہے تو جماعت ترک کر سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ نماز کو ترک نہیں کر سکتے، یہ ایسی عبادت ہے جسے کسی بھی حال میں ترک نہیں کر سکتے۔

۞ **نماز کا معاملہ عجیب ہے**، اللہ تعالی نے کسی بھی حال میں نماز کے ترک کرنے کی نہ تو رخصت دی ہے اور نہ ہی اجازت، نہ ہی بیماری کی حالت میں اور نہ ہی خوف کی حالت میں اور نہ ہی سفر کی حالت میں اور نہ ہی سردی اور گرمی کی حالت میں، نہ ہی کسی اور حال میں، ہر حال میں اسکا ادا کرنا واجب ہے، ہاں اسکے بعض شرائط، بعض ارکان اور بعض واجبات میں رخصت مل سکتی ہے مگر سرے سے نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، یہ ایسا واجب ہے جسکا پورا کرنا ہر حال میں ضروری ہے، یعنی طاقت اور امکان کی صورت میں مسجد میں جماعت کے ساتھ اسکی ادائیگی واجب ہے۔

پھر اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز عند اللہ مقبول ہو جائے، اسکا آپ کو پورا پورا اجر مل جائے تو ضروری ہوگا کہ آپ بھی اسی طرح نماز پڑھیں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، یہ بہت ہی اہم بات ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس جانب رہنمائی فرمائی ہے، آپ نے ایک بار صحابہ کرام سے فرمایا کہ اسی طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جیسا کہ اس روایت میں تفصیل موجود ہے:

عَنْ مَالِكٍ قال: أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، قَالَ:" ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ".

ترجمہ: سیدنا مالک بن حویرث نے بیان کیا،کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ہم سب ہم عمر اور نوجوان ہی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ہمارا بیس دن ورات قیام رہا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی رحم دل اور ملنسار تھے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ہمیں اپنے وطن واپس جانے کا شوق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگ اپنے گھر کسے چھوڑ کر آئے ہو۔ہم نے بتایا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اب تم اپنے گھر جاؤ اور ان گھر والوں کے ساتھ رہو اور انہیں بھی دین سکھاؤ اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کا حکم کرو۔مالک نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا جن کے متعلق ابوایوب نے کہا کہ ابوقلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھ کو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے، مطلوب یہ ہیکہ آدمی نماز اس طرح نہ پڑھے جس طرح لوگوں کو پڑھتے ہوئے دیکھے، اس طرح نہ پڑھے جس بھی طرح اتفاق پڑ جائے، بلکہ اس طرح پڑھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، اسی طریقے پر پڑھیں گے تبھی اس کا اجر ملے گا، جیسا کہ صحیح روایتوں میں

وارد ہوا ہے: (مَن تَطھَّرَ کما أُمِر، وصلّی کما أُمِر، غفر له ما تقدم من عمل) ترجمہ: جس نے وضوء کیا ویسے ہی جیسا اسے حکم دیا گیا ہے اور نماز پڑھی ویسے ہی جیسا حکم دیا گیا ہے تو اسکے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

آخر گناہوں کی مغفرت کون نہیں چاہتا؟! یہ کون کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ کی مغفرت سے بے نیاز ہوں؟ آگے بڑھو اللہ کے بندو! اس عظیم فضل کو حاصل کرو جو دن اور رات میں پانچ بار آتی ہے، لیکن اہم یہ ہیکہ کسی بھی طریقے سے نماز نہ پڑھ لو، کسی بھی طرح وضوء نہ بنا لو، وضوء اسی طریقے سے بناؤ جس طریقے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے، اور اسی طریقے پر نماز پڑھو جو طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اگر ایسا کرو گے تو اللہ کی طرف سے فضل عظیم کی خوشخبری لے لو کہ پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۞ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک مسلمان تیس، چالیس، پچاس، ساٹھ اور ستر سال تک پہونچ جائے مگر اب تک وہ نماز اس طریقے سے نہ پڑھ رہا ہو جس طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی، اس کے پاس رغبت، خواہش اور لگاؤ ہے اور وہ اپنے من پسند اور دل کی چاہت سے جو چاہتا ہے پڑھتا ہے مگر آج تک اس کا دل نہیں کہتا کہ ایسی کتابیں بھی پڑھے جن میں صحیح احادیث کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق صحیح نماز کی کیفیت بتائی گئی ہو، کیا یہ افسوس ناک معاملہ نہیں ہے؟! آپ ایسے آدمی کو پاجاؤ گے جو پورا پورا میگزین پڑھ جاتا ہے اور پورا پورا اخبار پڑھ لیتا ہے مگر کبھی اسکے دل میں یہ نہیں آتا کہ کسی دن ایسی کوئی کتاب بھی پڑھ لے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے، یا وہ کسی عالم دین یا طالب علم کے پاس جائے اور یہ کہے کہ مجھے آپ نماز کا طریقہ سکھلا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے تھے؟ اس وقت نماز کی کیفیت کو جاننا ہمارے لئے بہت اہم ہے۔

۞ اللہ کے بندے! آپکی زندگی میں توحید کے بعد علی الاطلاق سب سے اہم قضیہ نماز کا ہے، اللہ تعالی نے آپ کو صرف کھانے پینے کیلئے نہیں پیدا کیا ہے، شادی، نوکری اور کاروبار کرنے کیلئے صرف نہیں پیدا کیا ہے، کسی اور دوسرے مقصد کیلئے بھی نہیں پیدا کیا ہے بلکہ ہمارے رب نے ہمیں ان سب سے اوپر اٹھ کر ایک عظیم مقصد کیلئے پیدا کیا ہے، اور وہ عظیم مقصد اسکی عبادت کرنا ہے، اور عبادات میں سب سے عظیم اور اہم عبادت نماز ہے۔

اگر ہم اس عظیم عبادت کا اہتمام نہیں کریں گے تو پھر کس چیز کا اہتمام کریں گے؟! اسلئے ہم اس بات کا بہت زیادہ خیال کریں کہ ہماری نماز اسی طریقے پر ہو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، بالکل سنت کے موافق، کتنے ایسے لوگ ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر غلط طریقے سے پڑھتے ہیں، ممکن ہے انکی نماز باطل ہو جاتی ہو اور انہیں اسکا شعور تک نہ ہوتا ہو، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو بلایا اور فرمایا: اللہ کے بندے! تم اسی طریقے پر نماز کب سے پڑھ رہے ہو؟ یہاں آپ ملاحظہ کریں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بات ایک تابعی سے کہہ رہے ہیں، پوچھ رہے ہیں کہ تم اسی طریقے پر نماز کب سے پڑھ رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا: چالیس سال سے، یہ سن کر آپ نے کہا: تم نے چالیس سال سے نماز ہی نہیں پڑھی۔

دراصل اس بندے نے کچھ شرائط اور ارکان کو چھوڑ دیا تھا، اب ایسے شخص کے بارے میں ایک صحابی کہہ رہے ہیں کہ تم نے چالیس سال سے نماز ہی نہیں پڑھی ہے، یہ دراصل جہالت اور ناواقفیت کا سنگین اور بھیانک نتیجہ ہے۔

اسلئے نماز کے تعلق سے جانکاری حاصل کرنا اور اسکی کیفیت جاننا ایک مسلمان کیلئے بہت ضروری ہے اسے چاہیے کہ وہ نبوی طریقہ اچھی طرح سیکھ لے۔

۞ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

نحر کا معنی ذبح کرنا ہوتا ہے، مگر یہ لفظ حقیقت میں اونٹ کا خون بہانے کیلئے استعمال ہوتا ہے، یہ لفظ اونٹ کیلئے ہے جبکہ گائے اور بکری کیلئے ذبح کا لفظ ہے، مگر یہاں مقصود یہ ہیکہ چوپایوں کو ذبح کر کے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے۔

یہ قربانی بھی ایک بڑی عظیم عبادت ہے، اللہ نے اسے اپنے بندوں کیلئے مشروع کیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنت کے اندر متعدد مقام پر اسے واضح کیا ہے، ہمارے پاس ذبیحہ ہے، اور حجاج کرام جب حج کرنے جاتے ہیں تو وہ ہدی کا جانور پیش کرتے ہیں، اسی طرح ہمارے پاس عقیقے کا ذبیحہ ہے جسے ایک مسلمان ذبح کرتا ہے، ہمارے پاس نذر کا ذبیحہ ہے جسے ایک مسلمان اللہ کے واسطے نذر مانتا ہے، اس طرح چوپایوں کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ ایک عظیم عبادت ہے، اللہ نے اسے سب سے عظیم عبادت یعنی نماز کے ساتھ جوڑ کر ایک ساتھ ذکر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[162] لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ) ترجمہ: کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔ [162] اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں حکم ماننے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔

یہاں پر نسک ذبیحہ یعنی قربانی کے معنی میں ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: (فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) ترجمہ: تو روزے یا صدقے یا قربانی میں سے کوئی ایک فدیہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے یہاں پر قربانی کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ قربانی بھی اللہ کے نزدیک ایک عظیم عبادت ہے، اس کے اندر اللہ کی عظمت، اسکی مرضی کی ترجیح اور اسکی راہ میں

خرچ کر کے اس سے امیدیں لگانا سب اسکے اندر اکٹھا ہیں، اسی لئے جو اللہ کی خاطر قربانی کرتا ہے اس کا دل ایمان سے معمور ہوتا ہے، چنانچہ جو اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا ہے وہ ایمان کی لذت اور اسکی حلاوت محسوس کر رہا ہوتا ہے اور یہ کسی مسلمان سے مخفی نہیں ہے۔

اسی لئے یہ واجب ہوا کہ ذبیحہ صرف اللہ کی خاطر ہو، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یعنی اسی کے لئے قربانی کرو، جس طرح اسی کیلئے نماز پڑھتے ہو اسی طرح اسی کیلئے قربانی بھی کرو، یہی وجہ ہے کہ جو غیر اللہ کیلئے قربانی کرتا ہے اس کیلئے اللہ کی لعنت کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے:

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ أَسَرَّهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا أَسَرَّ إِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: " لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ ".

ترجمہ: ابوالطفیل سے روایت ہے، ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا وہ بات ہم کو بتلائیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ آپ کو سکھائی۔ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات مجھے لوگوں سے پوشیدہ نہیں بتلائی جو اور لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”لعنت کی اللہ نے اس شخص پر جو کاٹے جانور کو سوائے اللہ کے اور کسی کے لیے، اور لعنت کی اللہ نے اس پر جو جگہ دے کسی بدعتی کو، اور لعنت کی اللہ نے اس پر جو لعنت کرے اپنے والدین پر، اور لعنت کی اللہ نے جو بدل دے زمین کے نشان کو (کیونکہ اس میں مسافروں کو تکلیف ہوگی)۔“

اور وہ اللہ کی لعنت کا مستحق کیسے نہ ٹھہرے جبکہ وہ ایسی عبادت جسے اللہ کیلئے خالص ہونا چاہیئے غیر اللہ

کی طرف پھیرتا ہے، والعیاذ باللہ، کیونکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ غیر اللہ کیلئے ذبح کرتے ہیں، بعض تو جنوں کیلئے ذبح کرتے ہیں، جب وہ کسی نئی منزل پر اترتے ہیں تو کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ جن کہیں تکلیف نہ پہنچائیں، اسلئے سامان رکھتے ہی ذبیحہ کیا جائے، اسی طرح جب گھر بن کر مکمل ہو جاتا ہے تو اس کے دروازے پر ذبیحہ کیا جاتا ہے اور اسکے خون کو گھر کے چاروں کونوں پر لگا دیا جاتا ہے تاکہ ان کے گمان میں کسی سے تکلیف نہ ہو، والعیاذ باللہ، یہ سب خالص شرک ہے جس کی کھائی میں لوگ پڑے ہوئے ہیں، نسال اللہ السلامہ والعافیہ۔

اس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، کبھی جنات کے نام پر، کبھی یہ لوگ کسی ستارے اور سیارے کے نام پر ذبح کرتے ہیں، کبھی کسی نبی اور ولی کے نام پر ذبح کرتے ہیں، کہتے ہیں: یہ ذبیحہ فلاں کے نام ہے، اور اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں۔

اللہ کے بندے! خالص توحید یہ ہیکہ آپ اللہ کے نام پر اللہ کیلئے ذبح کریں، دوسرے یہ کہ آپ اللہ ہی سے مدد مانگیں، اور اللہ ہی کو یاد کریں، اسی کا ذکر کریں، اس طرح آپ کا ذبیحہ اللہ کے نام پر ہوگا، ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا بے حد ضروری ہے، کیونکہ وہ ذبیحہ اللہ کا نام لینے سے پاک اور خالص ہوتا ہے، چنانچہ جب ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اللہ تعالی اس میں برکت ڈال دیتا ہے اور وہ پاک اور مفید بن جاتا ہے، لیکن جب غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہ ذبیحہ گندہ اور مکدر ہو جاتا ہے، اس کا کھانا حرام ہو جاتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ) ترجمہ: اور اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور بلا شبہ یہ یقینا سراسر نافرمانی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلا شبہ تم یقینا مشرک ہو۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ[118] وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ) ترجمہ: سوجس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ! اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو[118] اور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خواہشات پر بلاکسی سند کے گمراہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

ذبیحے کے اندر دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

۞ خون کا بہانا ضروری ہے؛ اور یہ ذبح کے ذریعے ہوگا، یعنی جانور کو ذبح کیا جائے گا، الیکٹرک شارٹ لگانا، سر پر ہتھوڑے سے مارنا یا پانی میں ڈبو کر مارنا صحیح نہیں ہے، ان سب کو ذبیحہ نہیں کہیں گے بلکہ یہ سب حرام ہے۔

۞ اسی طرح جانور پر اللہ کا نام لینا بھی ضروری ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ، فَكُلْ إِلَّا بِسِنٍّ، أَوْ ظُفُرٍ ".

ترجمہ: سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس چیز سے (جانور کا) خون بہہ جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ، سوائے اس کے جو دانت اور ناخن سے ذبح کیا گیا ہو“۔

اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ذبیحے کے کھانے کو دو

چیزوں کے بعد جائز قرار دیا ہے:

پہلی چیز: خون بہانا یعنی باقاعدہ ذبح کرنا۔

دوسری چیز: اللہ کا نام لینا۔

اگران دونوں میں سے کوئی ایک بھی شرط نہیں پائی گئی تو وہ ذبیحہ کھانا جائز بھی نہیں ہوگا۔

ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے:

میں جانور ذبح کرنا چاہتا ہوں، میرا مقصد گھر والوں کو کھلانا ہے، یا میرے گھر پر مہمان آنے والے ہیں انکی مہمان نوازی کرنا ہے، کیا یہ ذبیحہ غیر اللہ کے لئے ہوگا؟

جواب:

نہیں، دراصل ہم جس ذبیحے کی بات کررہے ہیں اس سے عبادت مراد ہے، مگر یہ وہ ذبیحہ ہے جس کے ذریعے انسان اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے، اور اسکے لئے شریعت میں مخصوص جگہیں ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص کسی مباح مقصد سے جانور ذبح کرتا ہے جیسے اسے گھر والوں کو کھلانا ہے یا مہمان کو کھلانا ہے تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ عبادت نہیں ہے، مگر یہاں بھی ذبح کے وقت اللہ ہی سے استعانت لی جائے گی، ضروری ہوگا کہ ذبح کرنے والا یہاں بھی اللہ ہی کا نام لے، اور اگر بسم اللہ کے ساتھ تکبیر بھی پڑھتا ہے تو اور مزید بہتر اولی اور افضل ہوگا، چنانچہ وہ کہے: بسم اللہ، واللہ اکبر، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذبح کیا تو اللہ کا نام لیا اور تکبیر پڑھی۔

۞۞۞

{إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ}

ترجمہ: یقینا تیرا دشمن ہی لاولد ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ[1] فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ[2] إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ} ترجمہ: بلاشبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔ [1] پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ [2] یقینا تیرا دشمن ہی لا ولد ہے۔

تفسیر کی کتابوں میں مروی ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عار دلایا کہ آپ ابتر یعنی دم بریدہ ہیں، اور دم بریدہ سے مراد یہاں پر نرینہ اولاد سے محرومی ہے، اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نرینہ اولاد سے کوئی نسل نہیں ہے، اسی لئے مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ سورت العاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ عمرو رضی اللہ عنہ کا والد تھا، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا دادا تھا، اور یہ بھی کیا جاتا کہ ابوجہلکے بارے میں نازل ہوئی ہے، اسی طرح ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

یہاں مقصود یہ ہیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قاسم اور عبداللہ کی وفات کے بعد مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دلایا تھا کہ اب آپ کی نسل ختم ہوگئی، یہی انکا گمان تھا، ان شیاطین نے یہی سمجھ رکھا تھا کہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں گے اسی وقت آپ کی نسل ختم ہو جائے گی کوئی آپ کو یاد کرنے والا نہیں رہ جائے گا، اور نہ ہی کوئی آپ کی نسل ہوگی۔

مگر اللہ تعالی نے انکے گمان اور سوچ کو نامراد کر دیا بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو قیامت تک زندہ کر دیا، جب تک اللہ کے بندے دنیا میں موجود رہیں گے اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی لیتے رہیں گے، صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو باقی رکھا، بلکہ بلند

رکھا بلکہ انس و جن سب پر یہ واجب کر دیا کہ وہ رہتی دنیا تک اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر کرتے رہیں۔اسی طرح پوری مخلوق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو بھی واجب کر دیا۔

اسلئے اس دم بریدگی صفت کا مستحق اور لائق وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہے اور آپ کو گالی دیتا ہے، (البتر) عربی زبان میں کاٹنے کو کہتے ہیں، چنانچہ یہاں پر اللہ تعالی نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اس صفت کا مستحق اور لائق وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد رکھتا ہے، اور اللہ کا کلام سچ ہے: کیونکہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی اور بغض رکھا اللہ نے اس سے خیر کو ختم کر دیا، والعیاذ باللہ، اسکی زندگی میں کوئی خیر نہیں، وہ جی رہا ہے مگر اپنے رب کو نہیں جانتا، اور نہ ہی اپنے رب تک پہونچنے کا راستہ جانتا ہے، اسکے اعمال میں کوئی خیر نہیں ہے، وہ زندگی میں محنت کرتا ہے مگر اسکا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کر رہا ہے جو اسے اللہ کے قریب کر دے، وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ بھی نہیں کر رہا ہے، اسکے تمام حرکات و سکنات کے اندر کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے، اس طرح اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے سے ہر خیر اور بھلائی کو کاٹ دیا ہے۔

{إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ} ترجمہ: یقینا تیرا دشمن ہی لاولد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی اور بغض رکھنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھنے والا بڑے شر میں واقع ہوگا اور اسکے لئے دنیا و آخرت ہر جگہ سے تمام پیمانے پر خیر کو روک لیا جائے گا۔

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی بھی چیز سے بغض رکھے گا وہ کافر ہو جائے گا، گرچہ وہ دیگر اچھے اعمال انجام دے، ارشاد باری تعالی ہے: (ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ) ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی

نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

انکا عمل اسلئے ضائع ہوا کیونکہ یہ کفر میں واقع ہو گئے، والعیاذ باللہ۔

چنانچہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کرے گا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھے گا یا شریعت کی کسی چیز سے بغض رکھے گا وہ بالاتفاق کافر ہو جائے گا والعیاذ باللہ۔ گرچہ وہ جس چیز سے بغض کر رہا ہے اسکی نگاہ وہ چھوٹی ہے، خواہ وہ ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ وہ داڑھی ہی کیوں نہ ہو، خواہ وہ عورت کا پردہ ہی کیوں نہ ہو۔

گرچہ وہ جس چیز سے بغض کر رہا ہے وہ حدود و قصاص کا نفاذ ہی کیوں نہ ہو، گرچہ وہ جس چیز سے بغض کر رہا ہے وہ سود اور زنا کی حرمت ہی کیوں نہ ہو، گرچہ وہ جس چیز سے بغض کر رہا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ سنت قولی ہو یا فعلی یا حکمی۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ آپ کی سنت کو نظر محبت سے دیکھے، اسکا احترام اور قدر کرے، یہ ہر ایک پر واجب ہے، اس بندے کا اسلام میں کوئی حق نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سنت سے محبت نہ کرے۔

یہ واجبی حکم ہے نہ کہ اختیاری، بلکہ کوئی انسان واجبی ایمان والا مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے تمام مخلوق کے مقابلے زیادہ محبت نہ کرے، حتی کہ اپنے والدین سے، اپنی بیوی اور بچوں سے، اپنے دوست احباب سے بلکہ ہر ایک سے خواہ وہ کوئی بھی ہو، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ".

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور ہم کو آدم بن ابی

ایاس نے حدیث بیان کی، ان کو شعبہ نے، وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں، وہ انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔

بلکہ حقیقت یہ ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خود اپنے سے جب تک زیادہ محبوب نہ ہو جائے، یہ واجبی محبت ہے، کامل ایمان والے یہی ہوتے ہیں، انکے نزدیک انکے رب کے بعد علی الاطلاق سب سے زیادہ محبوب ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں بلکہ پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

اسکے لئے سیدنا زید دثنہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ کافی ہے جب مشرکین نے انہیں گرفتار کر لیا تھا، پھر قتل کیلئے لایا گیا، پوچھا گیا: اے زید! کیا تم کو یہ نہیں پسند ہے کہ اس وقت تم اپنے اہل وعیال میں ہوتے اور تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے؟ فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے بالکل یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں رہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔

یعنی میرے قتل ہونے کی بات تو بہت دور کی ہے ایسا تو کبھی ممکن ہی نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا چبھ جائے مجھے یہ بھی گوارا نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی جانوں اور اپنی اولاد کو قربان کر دیتے تھے۔

ابھی پچھلے ایک درس میں یہ واقعہ گزرا ہے کہ سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں عرض کیا: اللہ کے رسول! مشرکین کے سامنے نہ جانا، مبادا کوئی تیر آپ کو لگ جائے، اے اللہ کے رسول! آپ کے سامنے میں سینہ سپر رہوں گا۔ اس طرح صحابہ کرام اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور پھر اپنی قوم کے پاس گئے تو یہ کہا: میں نے اب تک کسی قوم کو نہیں دیکھا جو اس قدر کسی سے محبت کرتی ہو جس

قدر اصحاب محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر رہے ہیں، اللہ کی قسم! وہ تو اگر تھوکتے بھی ہیں تو وہ تھوک زمین پر گرنے سے پہلے انکے کسی نہ کسی ساتھی کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو اس کے لینے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور پھر اسے لیکر اپنے بدن اور چہرے پر لگا لیتے ہیں، وہ جب وضوء کرتے ہیں تو اس بچے ہوئے پانی کیلئے انکے ساتھی ٹوٹ پڑتے ہیں، تعظیم واکرام کا یہ حال ہے کہ وہ انکی طرف اپنی نظریں بھی گاڑ کر نہیں دیکھتے۔

صحابہ کرام کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی تھی، اور ایک سچے مومن کی محبت ایسے ہی ہوتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں بہت چاہنے والے میرے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کاش! اپنے گھر والوں اور مال سب کو صدقہ کرے اور مجھ کو دیکھ لے۔“

یعنی ان سچے بندوں میں ایسے بھی ہوں گے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرنے والے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی خاطر اپنا پورا گھربار اور ساری دولت خرچ کردیں، جی ایسے بھی اللہ کے سچے بندے اسکے نبی سے محبت کرنے والے موجود ہیں۔

یہاں جو چیز قابل ملاحظہ اور مفید ہے وہ یہ ہیکہ ایک انسان یہ خاص لحاظ رکھے اور محتاط رہے کہ اس کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بھی چیز سے بغض اور دشمنی نہ ہونے پائے، کیونکہ انسان کبھی مذہبی تعصب، نفس پرستی اور کسی بھی محبوب چیز میں اندھے ہونے کی وجہ سے کتاب وسنت سے بغض وعناد رکھ سکتا ہے، اسلئے کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ مذہبی تعصب کی بنیاد پر صفات باری تعالی کا

انکار کر دیا جاتا ہے، بلکہ اسے یہ ناپسند ہوتا ہے کہ اسکے سامنے ایسی آیتوں کی تلاوت کی جائے جن میں صفات باری تعالی کا ذکر ہو، یا اس کے سامنے ایسی کوئی حدیث پڑھی جائے جس میں صفات باری تعالی کا ذکر ہو، اسی طرح آپ بعض ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جن کا دل اولیاء وصالحین اور انکی قبروں سے لٹک جاتا ہے جس کی بنیاد پر وہ ناپسند کرتے ہیں کہ انکے سامنے ایسی آیتیں پڑھی جائیں جن میں توحید کا ذکر ہو، یہاں تک کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش یہ آیت نازل ہی نہ ہوئی ہوتی، کیونکہ اسکا دل اللہ سے نہیں قبروں کے ساتھ لٹک چکا ہے۔

بعض لوگوں کا دل سماع اور گانوں کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے، اسی وجہ سے جب انکا کان کلام اللہ سے ٹکراتا ہے تو انہیں کراہت ہونے لگتی ہے، اور وہ یہ تمنا کرنے لگتا ہے کہ کاش اس کی جگہ کوئی دوسرا کلام ہوتا، اگر کوئی اس پوزیشن میں ہو تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانا چاہیئے کیونکہ وہ بہت ہی سنگین حالت میں پہونچ چکا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ ہر اس حق کے سننے کو ناپسند کرنے لگے گا جسے لیکر آخری پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی سے دعاء ہیکہ وہ ہمیں اپنے سچے مومنین بندوں میں شامل کرے، اپنے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محنت کرنے والا بنائے، آپ کی اتباع کرنے اور آپ کی سنتوں پر چلنے والا بنائے، ہمارا جینا مرنا آپ کی سنت پر ہو، ہمیں سنت کی مجلسوں میں بیٹھنے والا بنائے، اور جنت الفردوس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی بنائے، وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

تمت بالخیر